اسلامی تہذیب اور اُس کے اصول و مبادی از مولانا ابو الاعلیٰ مودودی، تقطیع خورد ضخامت ۳۴۶ صفحات کتابت و طباعت بہتر قیمت عہ/ دو روپیہ آٹھ آنہ پتہ:- اسلامی مکتبہ ۳/۴۲ بی کلاس معظم پورہ حیدر آباد دکن۔

آج اسلامی تہذیب اور اسلامی کلچر کا نام ہر شخص کی زبان پر ہے۔ لیکن اسلامی تہذیب کیا ہے؟ اور اسلامی کلچر کسے کہتے ہیں؟ کسی کے نزدیک اُردو زبان بولنا اور کرتہ پاجامہ پہننا یہ اسلامی تہذیب ہے اور کسی کی رائے میں علوم و فنون کا نام اسلامی کلچر ہے[1] حالانکہ اسلامی تہذیب خود ایک مستقل حقیقت ہے اور اس کی اصل بُنیاد اور روح ایمان اور عملِ صالح ہے جس کی تعلیم کے لئے انبیائے کرام تشریف لاتے رہے اور جس کی تکمیل سب سے آخر میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی۔ یہی ایمان باللہ ہے جو کائناتِ عالم۔ زندگی اور بنی نوعِ انسان کے باہمی روابط اور تعلق کے متعلق ایک انسان کا صحیح نقطۂ نظر متعین کرتا ہے اور اس کی پوری زندگی اور اُس کے تمام اعمال و افعال۔ اُس کے سب جذبات و احساسات اسی ایک نقطۂ نظر کے مظاہر ہوتے ہیں مولانا ابو الاعلیٰ مودودی نے اس کتاب میں اسی حقیقت کو واضح کیا ہے اور دنیا کی دوسری تہذیبوں کا تجزیہ و تحلیل کر کے بسط و تفصیل سے بتایا ہے کہ ان میں کیا کیا خرابیاں ہیں اور ان کے بالمقابل اسلامی تہذیب کے اصل خط و خال کیا ہیں؟ ان کا سرچشمہ کہاں ہے؟ اور اس میں کیا کیا خوبیاں ہیں اس سلسلہ میں ایمان اور عمل صالح پر مفصل گفتگو کی گئی ہے لیکن ایمان و عمل کے باب میں جو شدید قسم کی بے اعتدالی موصوف کی دوسری تحریروں میں پائی جاتی ہے وہ اس میں بھی ہے۔ کبائر کے ارتکاب سے خارج از ایمان ہو جانا خوارج کا مسلک ہے اہلِ سنت والجماعت اس کے شدید مخالف ہیں۔ اگر خوارج کے معیارِ ایمان و کفر کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو آج پورے عالم کی ۹۵ فی صدی مسلم آبادی غیر مومن اور کافر ہو جاتی ہے ایسا

[1] اور ایک خیال یہ بھی ہے کہ اسلامی تہذیب بذاتِ خود کوئی مستقل حقیقت نہیں ہے بلکہ عرب جس ملک میں گئے خود عربوں کی اور اُس ملک کی تہذیب کے پیوند سے جو چیز پیدا ہوئی وہی اسلامی تہذیب کہلائی۔

کہنا اور لکھنا قرآن۔ حدیث۔ تاریخِ اسلام اور جمہور علماء ان سب کو پسِ پشت ڈالنا اور ان کی شان میں نارواجرأت کرنا ہے۔ قرآن میں اور حدیث میں جگہ جگہ ضعیف ایمان کو بھی ایمان کہا گیا ہے۔ امام بخاری نے ایک مستقل باب ہی کفرِ دون کفر کا باندھا ہے جس سے یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ کفر کی طرح ایمان کے بھی مدارج و مراتب ہوتے ہیں۔ خود عہدِ نبوت میں ضعیف الایمان اعراب موجود تھے۔ قرآن نے مختلف سورتوں میں ان کے ضعفِ ایمان کی پردہ دری کی ہے۔ لیکن کہیں بھی ان کو کافر اور منافق نہیں کہا اور نہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے ساتھ کافروں کا سا معاملہ کیا بلکہ حق یہ ہے کہ آپ نے اور الٹا تالیفِ قلب اور دل جوئی سے کام لیا آج کل کے بے عمل یا بد عمل مسلمانوں کو مطلقاً منافق کہنا اور عہدِ نبوت کے منافقوں کے بارہ میں جو آیات اتری ہیں اُن سب کو ان پر منطبق کرنا ہرگز اسلام کی خدمت نہیں ہے کفر کی ہو تو ہو۔ کیوں کہ اس اطلاقِ عام سے کفر کا خاندان اور کنبہ بہت وسیع ہو جاتا ہے آج کل کے عام مسلمانوں کو عہدِ نبوت کے منافقوں پر قیاس کرنا یوں بھی قیاس مع الفارق ہے۔ اول الذکر کے ہاں ایمان ہے مگر عمل نہیں اور موخر الذکر کے ہاں عمل تھا مگر ایمان نہیں تھا آج کل کا بڑے سے بڑا فاسق و فاجر مسلمان بھی مصیبت میں گھر جاتا ہے تو بے ساختہ خدا کو یاد کرنے لگتا ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی کسی قسم کی گستاخی برداشت نہیں کر سکتا۔ قرآن مجید کی بے حرمتی پر تڑپ اُٹھتا ہے۔ کبھی تنہائی میں اس کو اپنے گناہ یاد آتے ہیں تو عذابِ آخرت کے ڈر سے اس پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ یہ سب علامتیں کس چیز کی ہیں؟ ایمان کی اور تصدیق بالجنان کی۔ اس کے برخلاف عہدِ نبوت کے منافقوں کا حال یہ تھا کہ بظاہر مسلمانوں میں گھلے ملے رہتے تھے۔ نماز پڑھتے تھے۔ روزہ رکھتے تھے۔ ڈاڑھی اور مونچھ رکھتے تھے اور صحابۂ کرام جیسی وضع قطع میں رہتے تھے لیکن ان سب کے باوجود اپنی خلوتوں میں پیغمبر کا مذاق اڑاتے تھے۔ قرآن کی تکذیب کرتے تھے اور عقیدۂ یومِ آخرت کو جھٹلاتے تھے۔

یہ ہیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا

اس کے علاوہ فقدانِ عملِ صالح سے فقدانِ ایمان پر مطلقاً استدلال کرنا یوں بھی تجربہ و مشاہدہ اور عقل و فلسفہ اور سائنس کے بالکل خلاف ہے۔ ایک ناخلف اولاد کو بھی اپنے والدین سے محبت ہوتی ہے اور ان کے والدین ہونے کا اس کو یقین ہوتا ہے جو ایمان ہی ہے۔ ایک شخص زہر کو زہر سمجھ کر بھی کھا سکتا ہے، ایک آدمی تلوار کو تلوار جانتے ہوئے بھی اپنی گردن پر مار سکتا ہے۔ بے شک ان سب صورتوں میں اس کو اپنے عملِ بد کی پاداش بھگتنی ہوگی۔ لیکن بہر حال آپ یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ اس کو زہر اور تلوار کی اصل حقیقت کا بھی یقین نہیں تھا۔ اسلام کی طرف دعوت کا یہ طریقہ پیغمبرانہ دعوت کے بالکل خلاف ہے اور ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ کی ضد ہے۔ اس ایک خاص چیز سے قطع نظر کتاب اپنے موضوع پر مفید اور سبق آموز ہے اور مطالعے کے لائق ہے۔